پروفیسر شارب ردولوی کی تنقید نگاری

کلیدی الفاظ: شارب ردولوی# تنقید نگاری

ڈاکٹر ناصرہ سلطانہ

شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی دہلی

ملخّص: شارب ردولوی اردو کے ان معتبر ترقی پسند ناقدین میں سے تھے جو ترقی پسند نقطۂ نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اردو کے کلاسیکی ادب اور جدید مغربی ادب پر گہری نگاہ رکھتے تھے ان کا شمار اردو کے ان چند اہم ناقدین میں ہوتا تھا جنہوں نے ادبی تنقید کے اصول ونظریات سے بحث کی اور ادبی مطالعہ کے لیے ان کی اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کیا شارب ردولوی کے نزدیک تنقیدی نظریہ کے بغیر ادبی تخلیق کا مطالعہ دشوار ہے ان کے خیال میں ایک عام قاری کو کسی ادیب کی داخلی کیفیات کے ساتھ خارجی عوامل سے آگاہی بھی ضروری ہے اس لیے کہ داخلی اور خارجی عوامل کی آگہی کے بعد ہی ادب کا جامع مطالعہ ہوسکتا ہے ان خیالات کی روشنی میں یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ادب کے مطالعے میں ایک نظریۂ تنقید کے قائل تھے اور ادبی مطالعہ کے لیے اسے لازمی قرار دیتے تھے۔

انہوں نے اپنی بیشتر توجہ حصول تنقید کو متعین کرنے میں صرف کی یہ کام آسان نہیں تھا اس لیے کہ ترقی پسند تحریک کے فروغ کے ساتھ جس طرح مغربی تنقیدی دبستانوں کے اثرات اردو کے تنقید پر پڑے انہوں نے اس کام کو خاصا دشوار بنا دیا۔

ناقدین ادب نے ادب کی تعریف اپنے اپنے نظریات کے مطابق کی ہے کسی نے ادب کو سماج کا آئینہ کہا تو کسی نے دستور حیات کوئی ادب کو تفسیر حیات کہتا ہے تو کسی کے نزدیک ادب فن لطیف ہے_ شارب ردولوی کے یہاں ادب زندگی اور تہذیب کا عکاس ہے وہ خارجی حقیقتوں کو داخلی آئینہ میں پیش کرتا ہے ان کے خیال میں انسانی جذبات واحساسات کے علاوہ مشاہدات، تجربات اور خیالات کی جھلکیاں

واضح طور پر ادب میں نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ادب میں تاریخی حقیقت زندگی کا سچا تصور اور فن کے صحیح احساس کا ہونا بہت ضروری ہے وہ ادب کے انسانی زندگی اور تہذیب سے جڑے رشتے پر زور دیتے ہیں۔

....

شارب ردولوی ادب برائے زندگی کے نظریے کو اہمیت دیتے ہیں وہ ادب کو سماج اور انسانی زندگی سے منسلک سمجھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے فنی و جمالیاتی پہلوؤں کی شمولیت کو بھی اہم بتایا ہے ان کے نزدیک بہترین ادب وہی ہے جو سماجی ثقافتی فنی و جمالیاتی عوامل کا حامل ہو چونکہ ادیب سماج کا ایک اہم رکن ہوتا ہے وہ جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے اس کا اثر قبول کرتا ہے۔ شاعر و ادیب بڑا حساس ہوتا ہے وہ سماج سے علیحدہ نہیں رہ سکتا شاعر و ادیب صرف اپنے لیے نہیں لکھتا بلکہ اس کی تخلیقات دوسروں کے لیے بھی ہوتی ہیں اس طرح وہ سماج کے دوسرے افراد کے فکر و عمل کو متاثر کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے گویا ان کے نزدیک ادیب سماجی زندگی کا عکاس و ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ افراد کو معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

پروفیسر شارب ردولوی کی تنقید نگاری

کسی بھی شاعر و ادیب کے ادبی اظہار میں لفظیات کے فنی استعمال کی جانچ پرکھ کو اصطلاح میں تنقید کہتے ہیں۔ تخلیقی متن کی جانچ پرکھ کے لیے اس امر پر توجہ ضروری ہے کہ جس لسانی متن/فن پارے کی جانچ پرکھ مقصود ہے اس کا تعلق کس صنف ادب سے ہے؟ لہذا دوران تنقید اس مخصوص صنف ادب کے قوانین اور صحت مند تنقید کے مقرر کردہ وصول وضوابط کا لحاظ رکھنا قطعی ناگزیر ہے۔ ادبی اصولوں کی روشنی میں اس امر کی دریافت لازمی ہو جاتی ہے کہ پیش نظر ادب پارے کا ادبی معیار کیسا ہے؟ صنف ادب کے بنیادی اوصاف نمایاں ہیں کہ نہیں؟ اظہار کے کون کون سے وسائل کا استعمال موجود ہے؟ اظہار کا طریقہ روایتی ہے یا اس میں چونکانے والی کوئی نئی چیز بھی ہے؟ نیز معاصر مسائل سے یہ فن پارہ ہم آہنگ ہے یا

نہیں؟ پیش نظر تخلیقی متن میں کس قسم کے جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے؟ متن کی تخلیق کا کوئی خاص مقصد ہے یا محض تفنن طبع کے لیے اسے معرض وجود میں لایا گیا ہے؟ ان تمام باتوں کو ایک کامیاب نقاد اور تجزیہ نگار اپنے تجربات اور مطالعے کی روشنی میں ہم تک پہنچاتا ہے۔

شارب ردولوی اردو کے ان معتبر ترقی پسند ناقدین میں سے تھے جو ترقی پسند نقطۂ نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اردو کے کلاسیکی ادب اور جدید مغربی ادب پر گہری نگاہ رکھتے تھے ان کا شمار اردو کے ان چند اہم ناقدین میں ہوتا تھا جنہوں نے ادبی تنقید کے اصول و نظریات سے بحث کی اور ادبی مطالعہ کے لیے ان کی اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کیا شارب ردولوی کے نزدیک تنقیدی نظریہ کے بغیر ادبی تخلیق کا مطالعہ دشوار ہے ان کے خیال میں ایک عام قاری کو کسی ادیب کی داخلی کیفیات کے ساتھ خارجی عوامل سے آگاہی بھی ضروری ہے اس لیے کہ داخلی اور خارجی عوامل کی آگہی کے بعد ہی ادب کا جامع مطالعہ ہو سکتا ہے ان خیالات کی روشنی میں یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ادب کے مطالعے میں ایک نظریۂ تنقید کے قائل تھے اور ادبی مطالعے کے لیے اسے لازمی قرار دیتے تھے:

''کسی نظریہ کے بغیر ادب کا مطالعہ تو مشکل ہے ہی اس کے ساتھ ہی نقاد کے تصورات کو بھی سمجھنے میں دشواریاں پیدا ہوتی ہیں اس لیے کہ ایسی تحریروں میں کبھی کبھی تضاد پیدا ہو جاتا ہے اس کے مطالعہ کا یا تو کوئی وصول نہیں رہتا یا داخلی کیفیات کی ترجمانی پر بہت زیادہ زور ہو جاتا ہے اور نقاد تنقید کا سارا کام کسی اصول کے بجائے زبان کی رنگینی اور تحریر میں شاعرانہ دلکشی سے لینا شروع کر دیتا ہے ایسی صورت میں ادب کے ایک عام قاری کے لیے جو کسی فنی تخلیق کی خوبیوں اور خامیوں کو سمجھنا چاہتا ہے مشکلیں پیدا ہو جاتی ہیں ایسے مضامین کو پڑھ کر وہ کوئی وصول نہیں بنا پاتا جن کو سامنے رکھ کر وہ ادب کا مطالعہ کرے۔''

شارب ردولوی کا اس سلسلے میں سب سے بڑا کارنامہ ان کی کتاب "جدید

اردو تنقید اصول ونظریات " ہے_ theory of literature اصول ادب سے لے کر theories of criticism تنقیدی نظریات تک بڑی تفصیل اور وضاحت سے گفتگو کی ہمارے یہاں یہی نہیں طے تھا کہ ہم ادب کسے کہیں کیا ہر چھپا ہوا لفظ ادب ہے؟ کیا عام بازاری ناولوں اور افسانوں کو ہم ادب میں شمار کر سکتے ہیں؟ کیا تک بندی کی شاعری ادبی اقدار پر پوری اترتی ہے؟ کیا ادبی اقدار جیسی کوئی چیز حقیقتاً موجود ہے؟ جس پر ہم ادب کو پرکھ سکیں بہت سے سوال ایسے تھے جن کا واضح جواب ہمیں نہیں مل پاتا تھا شارب ردولوی نے پہلی بار اپنی کتاب میں اس کا جواب فراہم کیا۔

شارب ردولوی کی تنقید کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھنی ہے کہ جب تنقید کے سلسلہ میں نظریاتی تنقید کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے یہاں اس سے مراد کوئی مخصوص نظریہء تنقید نہیں ہے بلکہ نظریاتی تنقید کا لفظ وہ theory یعنی اصول نقد کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں "مقدمہء شعر وشاعری" کی اشاعت کے بعد سے آج تک تنقید دو حصوں میں منقسم ہے وہ ایک حصہ جو وصول نقد سے متعلق ہے اور ایک وہ حصہ جو عملی تنقید سے متعلق ہے یہ اتفاق ہے کہ اردو میں نظریاتی تنقید یا اصول تنقید پر بہت کم کام ہوا تنقید ذاتی تحسین اور تنقیص کے دائرے میں رہی کسی کو کوئی شاعر پسند ہے تو اس نے اس کی توصیف میں مضامین لکھ دیے یا کوئی ناپسند ہے تو اس پر اعتراضات کے دروازے کھول دیے بہت عرصے تک تنقید کی معیار بندی نہیں ہوئی اور اس طرح توصیف وتنقیص کو تنقید کا نام دیا جاتا رہا۔

شارب ردولوی نے قدیم نظریہء تنقید کے دائرہ کار میں شامل تین پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے " تعریف" " تشریح" اور " تجزیہ " انہوں نے ان پہلوؤں کو پیش کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے:

ا۔ پہلا نظریہ تعریف کا ہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مصنف کو عوام میں مقبول بنانا ہے خواہ اس کے خیالات نقصان دہ ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی تخلیق کی فنی

حیثیت یا سماجی اور جمالیاتی اہمیت کتنی ہی کم کیوں نہ ہوں اس نظریے میں سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہمیں اچھائی برائی میں تفریق کرنے کا موقع نہیں ملتا"

۲۔ دوسرا نظریہ تشریح کا ہے_اس کے پیش نظر کسی بھی ادبی تخلیق کی تنقید، تفسیر یا شرح بن کر رہ جاتی ہے یعنی کسی بھی چیز کو پرکھنے کے لیے ہم مصنف کے خیالات اور مطالب کو تفصیل سے پیش کر دیں وہی تنقید ہے۔،،

۳۔ تیسرا نظریہ تجزیے کا ہے جو کہ تشریح کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے.........اس رجحان نے نئی تنقید کو جنم دینے میں کافی مدد کی ہے اس لیے اس کے ذریعے تشریح یا تعریف ہی نہیں کی گئی بلکہ اچھائیوں اور برائیوں پر بھی نظر رکھی گئی اور ان کے مفید و مضر پہلوؤں کو بھی دیکھا گیا ہے۔،،

اردو میں پہلی بار حالی سے اصول نقد کے تعین کا سلسلہ شروع ہوا اور مغربی نظریات سے واقفیت اور اس کے فروغ کے ساتھ نئے نئے نقطہ ہائے نظر پیدا ہوتے گئے اس کے باوجود اردو میں نقطہء نظر کو پرکھنے یا ان کے اصولوں کی درجہ بندی کرنے کی کوشش نہیں ہوئی اور اگر بعض ناقدین نے کچھ لکھا بھی تو وہ بہت باقاعدہ شکل نہیں اختیار کر سکی۔

شارب ردولوی جدید عہد کے ان اہم ناقدوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی بیشتر توجہ اصول تنقید کو متعین کرنے میں صرف کی یہ کام آسان نہیں تھا اس لیے کہ ترقی پسند تحریک کے فروغ کے ساتھ جس طرح مغربی تنقیدی دبستانوں کے اثرات اردو کے تنقید پر پڑے انہوں نے اس کام کو خاصا دشوار بنا دیا۔

ناقدین ادب نے ادب کی تعریف اپنے اپنے نظریات کے مطابق کی ہے کسی نے ادب کو سماج کا آئینہ کہا تو کسی نے دستور حیات کوئی ادب کو تفسیر حیات کہتا ہے تو کسی کے نزدیک ادب فن لطیف ہے_شارب ردولوی کے یہاں ادب زندگی اور تہذیب کا عکاس ہے وہ خارجی حقیقتوں کو داخلی آئینے میں پیش کرتا ہے ان کے خیال میں انسانی جذبات و احساسات کے علاوہ مشاہدات، تجربات اور خیالات کی

جھلکیاں واضح طور پر ادب میں نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ادب میں تاریخی حقیقت زندگی کا سچا تصور اور فن کے صحیح احساس کا ہونا بہت ضروری ہے وہ ادب کے انسانی زندگی اور تہذیب سے جڑے رشتے پر زور دیتے ہیں۔

ادب کے ان زندہ خیالات و جذبات کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

ادب انسان کے خیالات و جذبات کا اظہار ہے لیکن ادب ساکن و جامد تصورات کا اظہار نہیں بلکہ وہ لمحہ لمحہ بدلتے ہوئے معاشرتی نظام تہذیبی اقدار اور سماج کے ارتقا کا ایک جزو ہے۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں:

" ادب انسان کے خیالات و جذبات کے اظہار کا نام ہے اور اس کے خیالات و جذبات کی بنیاد تجربات پر ہوتی ہے جب ہم ادب کے لیے یہ بات کہتے ہیں تو اس کا سلسلہ زندگی اور اس کے مادی حالات اور عوارض سے مل جاتا ہے۔،،

شارب ردولوی ادب کو انسانی زندگی کے تجربات و مشاہدات کے ساتھ عہد بہ عہد ہونے والی تبدیلیوں کو اس کے تہذیبی، تاریخی، معاشرتی و سیاسی پس منظر میں دیکھنا چاہتے تھے جس میں کہ وہ ادب پارہ وجود میں آیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک ادب اپنے عہد کے احساس کا وہ آئینہ ہے جس میں انسانی احساس کا پرتو ہمیں نظر آتا ہے ادب میں فرد کے اسی احساس کا ہر پہلو سے جائزہ لیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" ادب عصری احساس کا آئینہ ہے اور عصری احساس میں فرد کا احساس بھی پوشیدہ ہے اب تک جن صورتوں میں ادب کا مطالعہ کیا گیا ہے ان میں کسی ایک پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔،،

شارب ردولوی کے نزدیک ادیب اس عہد سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا جس میں وہ رہتا بستا ہے انسان اس قدر حساس ہوتا ہے کہ شعوری و لاشعوری طور پر ان حالات کا اثر اس کے ذہن پر ضرور پڑتا ہے جن سے وہ گزرتا ہے یہی وجہ ہے

کہ ادیب و شعرا کی تخلیقات میں ہمیں اس عہد کی جھلکیاں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔ شارب ردولوی ادب کو محض لطف اندوزی کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اس میں اپنے عہد کی ان رائج قدروں کو دیکھتے تھے جس سے کہ ادیب متاثر ہوا اس لیے انہوں نے ادب کو سماجیات و تاریخیات کا علم کہنے کے بجائے اپنے عہد کی سماجی تاریخ سے تعبیر کیا ہے وہ کہتے ہیں:

"ادب اپنے عہد کے عقائد اور تعصّبات سے متاثر ہوتا ہے وہ سماجیات اور تاریخ نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے عہد کی سماجی تاریخ ہوتا ہے وہ صرف تعین کا ذریعہ نہیں اس میں جھانک کر کسی بھی عہد کی رائج قدروں کو دیکھا جا سکتا ہے اردو شاعری میں اظہار و بیان کی متانت اور احتیاط ان تہذیبی ضابطوں اور پابندیوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو اس سرمایہ دارانہ سماج میں رائج تھیں جہاں محبت بالا خانوں پر تو پھل پھول سکتی تھی لیکن گھر کے آنگن اور دالانوں میں اس کا اظہار ممنوع تھا۔،،

ادب کے بارے میں دو نظریے رہے ہیں۔ ایک ادب برائے ادب اور دوسرا ادب برائے زندگی ادب برائے ادب کے نظریہ کے پیدا ہونے کے اسباب کے بارے میں ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:

" ادب برائے ادب کا نظریہ ایسے موقعوں پر ہوتا ہے جب انسان کا اخلاقی، تہذیبی، معاشرتی اور ذہنی معیار گر جاتا ہے اور جس وقت کوئی ایسا صحت مند سیاسی نظام جو عوام کو پرسکون زندگی گزارنے اطمینان سے رہنے اور زندگی کی دوسری ضروری سہولتیں فراہم کرنے میں معاون و مددگار نہیں ہوتا تو عوام کے ساتھ ساتھ پڑھے لکھے طبقے ادبا، نقاد اور شاعروں میں بھی بے اطمینانی اور اخلاقی و ذہنی گراوٹ پیدا ہو جاتی ہے جس میں صرف ایک احساس زیادہ سے زیادہ حظ اٹھانے، لطف لینے، مسرت حاصل کرنے کا رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔بعض اوقات کسی بڑی تحریک کی ناکامی کے ردعمل میں بھی ادب برائے ادب کا نظریہ وجود میں آ جاتا ہے۔،،

غیر صحت مند سماج اور نامساعد حالات میں فنکار غم و اندوہ کا شکار ہو جاتا ہے

مصائب کا سامنا کرنے کے بجائے وہ فرار تلاش کرتا ہے وہ ان خارجی اشیاء سے جو اسے مسرت کا سامان مہیا کرتے ہیں ان میں پناہ ڈھونڈنے لگتا ہے ادب میں خارجی اشیاء کا ذکر اور معاملہ بندی اسے غم و الم سے دور رکھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ شارب ردولوی نے ادب برائے ادب کے سلسلے میں اس پس منظر کو اجاگر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جب کوئی صحت مند سماجی نظام نہ ہو، مستقبل پر سے عوام کا اعتقاد اٹھ گیا ہو اور اپنے سماجی ماحول سے فنکار ہم آہنگ نہ ہو ایسے تمام حالات میں انسان زندگی کی حقیقتوں سے فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ فرار عام طور پر اسے دو چیزوں میں ملتا ہے "غم"، "اداسی" کرب اور مایوسی وغیرہ یا پھر "شاہد و جام" ساقی و پیانہ اور عاشقی و بوالہوسی میں۔ اس لیے ایسے تمام ادیبوں اور شاعروں کے یہاں یا تو غم اندوہ ملے گا یا ہر چیز سے لطف و مسرت حاصل کرنے اور حظ اٹھانے کا جذبہ جس سے ادب میں خارجی لوازمات کے ذکر اور معاملہ بندی کو راہ ملی۔،،

شارب ردولوی ادب برائے زندگی کے نظریہ کو اہمیت دیتے ہیں وہ ادب کو سماج اور انسانی زندگی سے منسلک سمجھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے فنی و جمالیاتی پہلوؤں کی شمولیت کو بھی اہم بتایا ہے ان کے نزدیک بہترین ادب وہی ہے جو سماجی، ثقافتی، فنی و جمالیاتی عوامل کا حامل ہو چونکہ ادیب سماج کا ایک اہم رکن ہوتا ہے وہ جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے اس کا اثر قبول کرتا ہے شاعر و ادیب بڑا احساس ہوتا ہے وہ سماج سے علیحدہ نہیں رہ سکتا شاعر و ادیب صرف اپنے لیے نہیں لکھتا بلکہ اس کی تخلیقات دوسروں کے لیے بھی ہوتی ہیں اس طرح وہ سماج کے دوسرے افراد کے فکر و عمل کو متاثر کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے گویا ان کے نزدیک ادیب سماجی زندگی کا عکاس و ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ افراد کو معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

"ادب زندگی کا ترجمان اور نقاد ہوتا ہے اس لیے بہترین ادب میں سماجی، ثقافتی، فنی اور جمالیاتی پہلوؤں کا ہونا لازمی ہے کیونکہ یہی چیزیں اس کو زندگی سے ہم

آہنگ کرتی ہیں ادب زندگی اوراس کے تجربات کو سمجھنے کا شعور بخشتا ہے اور نئے تجربات کے لیے اہم معلومات بہم پہنچاتا ہے ادب صرف یہی نہیں کہ ہماری فکرو ذہنی سطح کو بلند کرتا ہے بلکہ بدلتے ہوئے سماجی نظام میں بھی معین و مددگار رہوتا ہے زیادہ واضح الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ادب معاشرتی وتہذیبی اثرات کا آلہء کار رہوتا ہے۔،،

ادب سے جو مسرت حاصل ہوتی ہے وہ بھی ایک طرح سے ادب کی افادیت ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ادب سے مسرت ونشاط کا تعلق زندگی کی حقیقتوں کی شمولیت سے ہے بھی یا نہیں شارب بجا طور پر کہتے ہیں کہ ادب میں زندگی کی حقیقتوں کی شمولیت کے بغیر نشاط کا تصور محال ہے یہ سچ بھی ہے جب انسان کی زندگی کی مادی ضرورتیں پوری ہوں گی اسے انصاف ملے گا چین وسکون اور امن نصیب ہوگا تو ایسے میں اسے سچی مسرت بھی ہوگی انہوں نے زندگی کی حقیقتوں سے مسرت کو جوڑ دیا ہے البتہ انہوں نے اس کے ساتھ اس بات کی اہمیت بھی بتائی ہے کہ زندگی کی عکاسی ادیب وشاعر کے تجربات ومشاہدات کا بیان فنی اورلطیف انداز سے کیا جانا چاہیے یہ ادبی فن پارہ کے لوازمات ہیں:

" ادب سے مسرت حاصل کرنے کا سوال بھی اسی شکل میں پورا ہوسکتا ہے جب ادیب اپنی تخلیقات کے ذریعے زندگی کی صحیح عکاسی کرے اورزندگی کے حسن اوراپنے تجربات ومشاہدات کو مناسب اورلطیف انداز میں پیش کرے زندگی کے بغیر مسرت کا کوئی تصور یا فنکار کے اپنے ماحول سے تعلق اوراس کے معاشرتی روابط کے نفی کرنے کے بعد نشاط انگیزی کی توقع بیکار ہے۔،،

شارب ردولوی کے نزدیک ادب ثقافتوں کے دیگر شعبوں کی طرح سماجی شعور کا ایک ایسا ڈھانچہ ہے جس کی بنیاد پیداوار کے رشتوں پر استوار کی گئی ہے ادیب اپنے سماج اوراس سے مربوط اداروں کے عروج وزوال کو مختلف حالات کے تحت بنتے بگڑتے دیکھتا ہے اوراس متحرک سماج سے منسلک تمام سیاسی، تعلیمی، معاشی

واقتصادی اداروں کے اثرات شعوری طور پر ادیب کے ذہن پر مرتب ہوتے ہیں اسی لیے وہ ادب میں سماجی تصور کو تاریخ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں:

''سماجی ادارے حالات کے تغیرات کے تابع ہوتے ہیں انہیں سے بنتے بگڑتے ہیں انہیں سے ان کا ارتقاء وانحطاط ہوتا ہے سماجی تصور تاریخ سے بھی زیادہ وسیع تر تصور ہے کیونکہ اس کے دائرے میں مختلف مظاہر، مذہبی تصورات، سیاسی ادارے، معاشی واقتصادی حالات اور نظام تعلیم وغیرہ سبھی شامل سمجھی جاتی ہیں اور ان سب کا کسی نہ کسی طرح انسانی ذہن پر اثر تلاش کیا جا سکتا ہے۔،،

شارب ردولوی ادب برائے زندگی کے تعلق سے فیرل کے اس خیال سے کہ "ادب اور فن کا ارتقاء خلا میں وجود میں آنے والا خود مختار عمل نہیں" سے اتفاق کرتے ہوئے ادیب اور اس کی تخلیقات کا انسانی زندگی سے نہ ٹوٹنے والے اس رشتے پر زور دیتے ہیں۔

''فنکار اپنی تخلیق خلا میں نہیں کرتا اس کی تخلیقات انہیں روایات اور سماجی ماحول سے وابستہ ہوتی ہے جن میں وہ سانس لیتا ہے جن حالات سے اس کی زندگی دوچار ہوتی ہے اس کے نقوش خیالات کے ذریعے ادب میں بھی دکھائی دیتے ہیں_،،

شارب ردولوی نے ادب اور انسانی زندگی کے مربوط رشتے پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ ادب کو سماج سے منسلک کرنے کا مقصد اسے سماج کی پابندیوں کا تابع کرنا نہیں ہے بلکہ ادب پارے میں پوشیدہ اس گہرائی اور صداقت کی نشاندہی کرنا ہے جس سے کہ ادیب کو ذہنی غذا و طاقت ملتی ہے چونکہ ادیب بھی سماج کا ایک اہم فرد ہوتا ہے اور سماج پر مرتب ہونے والے اثرات سے متاثر رہتا ہے اس لیے ادب کو سماج سے جڑے اس رشتے کو نظر انداز کر کے اس کی صحیح قدر و قیمت کا تعین ممکن نہیں وہ رقم طراز ہیں:

''ادب کو اس زمانے کے سماجی، سیاسی اور مادی پس منظر میں دیکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس پر کوئی پابندی عائد کر دی جائے یا اسے سماج کے متنازعہ گروہوں میں

تقسیم کر دیا جائے بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ادب میں دلچسپی رکھنے والا اس کی صحیح قدروں کو آسانی سے سمجھ سکے اور یہ دیکھ سکے کہ فنکار کے اظہار میں کتنی گہرائی و صداقت ہے اس کا ذہنی رجحان کن سماجی طاقتوں سے قوت حاصل کر رہا ہے جس طرح ایک عام آدمی خارجی اسباب و حالات سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح ایک فنکار بھی اثر قبول کرتا ہے اسی لیے ادب کو زندگی کا آئینہ کہا گیا ہے۔،،

ادب کے سماجی رشتہ اور زندگی سے اس کے تعلق پر زور دیتے ہوئے ڈاکٹر محمد حسن نے لکھا ہے:

" ہر فرد اپنے دور کے مزاج کا آئینہ دار بھی ہے اور اس کا خالق بھی اس نوعیت سے ادب ہی نہیں ادیب کی ذات میں اور ادب کی ترویج و اشاعت کرنے والے اداروں میں بھی جن میں اخبار، رسالے، پبلشنگ سے لے کر ریڈیو اور ٹیلی ویژن تک سبھی شامل ہیں یہ متواتر اور مسلسل بدلتی ہوئی بنتی اور بگڑتی جمالیاتی اقدار کی تصویریں خود ایک جدلیاتی مرقع پیش کرتی ہیں جس میں ادب اور زمانے ہی کو نہیں پورے تہذیبی شعور کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔،،

مشہور ناقد اختر اورینوی کے مطابق:

"۔۔۔۔۔۔فن کے اندر نہ صرف تجربات کی فضا کو ہی ماحول کے مطابق ہونا چاہیے بلکہ ان کے منعکس کرنے کے طریقے کو بھی اپنی انفرادی جدت کے باوجود ماحول کے ساتھ سازگاری کرنی چاہیے۔ غرض یہ کہ فن کے مہیات اور ان کی پیشکش کی تکنیک کی بنیاد کا سماجی ہونا لازمی ہے۔،،

اس عہد کے مشہور ترقی پسند دانشور ڈاکٹر راج بہادر گوڑ اکے خیال میں:

''ادیب سماج کا جزو ہے اور اس سے الگ ایک مجرد حقیقت نہیں وہ دیکھتا ہے سوچتا ہے کہ سب کچھ ان حقیقتوں کے بیچ رہ کر ہو رہا ہے جو اس کے اطراف و اکناف وقوع پذیر ہیں۔،،

مندرجہ بالا ناقدین کے خیالات کو حوالہ دینے کا مقصد یہی ہے کہ شارب

ردولوی کا نقطہء نظر واضح ہوسکے ادب کے سماجی پہلو پر زور شارب ردولوی کے علاوہ بہت سے ناقدین کے یہاں بھی ملتا ہے لیکن شارب ردولوی کے ہاں اس نظریے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ وہ سماجی، سیاسی اور مادی مسائل پر ہی اکتفا کرتے ہیں بلکہ وہ ادب کے اس پہلو کے علاوہ دیگر پہلوؤں کی اہمیت کے بھی قائل ہیں انہوں نے ادب کے سماج اور انسانی زندگی کے اس رشتے پر اس لیے بھی زور دیا کہ ادب قاری کی دلچسپی اور لطف اندوزی کا ایک ذریعہ بھی ہے اور قاری ادب سے حقیقی مسرت اسی صورت میں حاصل کرسکتا ہے جب جمالیاتی اور فنی قدروں کے ساتھ اس میں حقیقی زندگی کی عکاسی کی گئی ہو یہی وجہ ہے کہ وہ ادب کو زندگی کا آئینہ مانتے ہیں۔

شارب ردولوی ادب میں تنقید کی اہمیت کے قائل ہیں ان کے خیال کے مطابق کسی فن پارہ کی اہمیت و افادیت محض ادب کے علم کی آگہی سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ ادب کے معیار اور اس کے صحیح قدر و قیمت کا تعین ذخیرہ ادب میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے تنقید اور تجزیہ کی ضرورت ہوتی ہے کسی ادبی تخلیق کے محاسن و معایب اس کی اہمیت و افادیت ضرورت اور فنی اقدار کے تعین کا حق تنقید ہی ادا کرتی ہے ان کا خیال ہے کہ:

"ادبی مسائل کو سمجھنے کے لیے صرف ادب کا علم کافی نہیں کیونکہ صرف ادب کی واقفیت سے کسی فن پارے کی تشریح تو ہوسکتی ہے اس کے بارے میں بعض معلومات تو ہوسکتی ہیں لیکن ذخیر ادب میں اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے تنقید کسی ادب پارے کے سلسلے میں معلومات بھی فراہم کرتی ہے تشریح بھی کرتی ہے تجزیہ بھی اور تاریخ، نفسیات، جمالیات تہذیب و معاشرت کے اثرات کی روشنی میں اس کے فنی اقدار کا تعین بھی۔،،

تنقید کا بنیادی کام یہ ہے کہ وہ اچھے اور برے اور کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرے اصطلاح میں کسی فن پارہ کے محاسن و معایب کی پرکھ کا نام تنقید ہے اس میں ادب پارے کی صحیح قدر و قیمت کا تعین کیا جاتا ہے شارب ردولوی رقم طراز ہیں:

'' تنقید کا اہم کام ادب کی عظمت کا صحیح اندازہ لگانا ہے اگر وہ ہمیں ادبی تخلیق کے بارے میں کوئی واضح راہ نہیں دکھاتی ہے اور اس کی اچھائی اور برائیوں کو پیش نہیں کرتی ہے تو اس کا وجود مبہم ہوگا۔،،

شارب ردولوی کے مطابق بہترین تنقید قاری کے ذوق کی تربیت کرتی ہے انہوں نے اعلیٰ اور معیاری ادب کی پرکھ کے لیے تنقید کو ایک اہم ذریعہ قرار دیا ہے ان کے خیال میں تنقید قاری اور تخلیق کے درمیان رابطے کا کام کرتی ہے نقاد کا کام کسی فن پارے کے دونوں رخوں کو پیش کرنا ہے جہاں وہ ادب پارے کے محاسن کا پتہ لگائے وہیں اس کے معایب کی نشاندہی بھی کرے اگر کوئی نقاد صرف خوبیوں کے بیان پر اکتفا کرے گا اور خامیوں کو نظرانداز کرے گا تو فن پارے کی صحیح قدرو قیمت کا تعین نہ ہو سکے گا اور ادبی ذوق کو نقصان پہنچانے کا ذمہ دار ہوگا ان کا خیال ہے:

'' صرف تعریف کو کسی بھی صحت مند اسلوب میں شمار نہیں کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ اس سے نہ تو ادب کی صحیح قدروں کا پتہ لگایا جاسکتا ہے اور نہ فنکار کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے ہر فنکار کسی نہ کسی خوبی کا مالک ہے اس لیے اہم ہے کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ بری سے بری چیز میں بھی کوئی نہ کوئی اچھائی ضرور ہوتی ہے اگر اس کی برائی کو اجاگر کیے بغیر صرف اچھائی کا ذکر کیا جائے تو فائدے کے بجائے نقصان ہوگا اور دن بدن ادب کا معیار اور پڑھنے والوں کا ذوق مائل بہ زوال ہوتا جائے گا۔،،

انہوں نے اچھی تنقید کی یہ خصوصیت بتلائی ہے کہ اسے ذاتی تعصب سے پاک ہونا چاہیے یعنی تنقید کا مقصد صرف عیب جوئی یا نقطہ چینی نہیں ہے بلکہ غیر جانبداری سے کسی بھی ادب پارے کے محاسن و معایب کا جائزہ لیں اور اس کی صحیح قدرو قیمت کا تعین کریں:

"ادبی تخلیق میں اقدار کی اہمیت اور نظریے کی ضرورت پر بھی تنقید ہی روشنی

ڈالتی ہے اس لیے اس کے اصولوں کو تعصّبات اور مصلحت اندیشیوں سے دور ہونا چاہیئے ۔،،

ان سب جائزوں پر اگر غور سے دیکھیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ شارب ردولوی غیر جانبدارانہ طور پر ادبی تخلیق کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے اور بغیر کسی تعصب کے وہ مختلف تنقیدی دبستانوں کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ کون سا دبستان ایسا ہے جو ادب کے سلسلہ میں زیادہ وسیع النظر ہے اور ادبی تخلیق میں تمام پہلوؤں اور نشیب و فراز کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اسی لیے جہاں کہیں انہیں کسی نظریے میں کوئی کمی نظر آتی تو وہ اس کا اظہار کر دیتے خواہ وہ مارکسی، نفسیاتی، یا تاثراتی تنقیدیں ہوں یا اسلوبیاتی، قاری اساس، تشریحی، توضیحی و تقابلی تنقید۔

****